آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ایک پہلو

احادیثِ نبویہ میں حصولِ علم کی تاکید!

(جناب میاں عبدالرحمن صاحب دہلوی کوئٹہ)

دُنیا میں جس قدر انبیاء و مرسلین، رشی اور ریفارمر آئے اُن سب کی تعلیمات کو جمع کر کے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسری طرف صرف ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو جو حصولِ علم کے بارے میں ہیں ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو میں یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات والا پلڑا بھاری رہے گا۔

بالفاظِ دیگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تاکیدی احکامات دینی و دُنیاوی علوم کے حاصل کرنے کے سلسلہ میں دیئے ہیں وہ باقی تمام مذاہب کے بانیوں سے زیادہ فوقیت رکھتے ہیں۔ یہ میرا چیلنج ہے، کوئی ہے جو اس کو قبول کرے؟

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُطْلُبُ الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَی اللَّحْدِ" یعنی علم حاصل کرو پنگوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک۔

اب اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ ادھر بچہ پیدا ہوا اسے نہلا دُھلا کر لٹایا گیا۔ قبل اس کے کہ اسے کچھ پینے کو دیا جائے اس کے داہنے کان میں اذان دی جاتی ہے۔ اللہ اکبر سب سے پہلا لفظ جو اس کے کان میں پڑتا ہے وہ اللہ کا ہے۔ دنیا کے تمام علم النفس کے ماہر اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جو بات آغوشِ مادر میں بچہ پر اثر انداز ہو سکتی ہے وہ اس کے بعد نہیں۔ اسی لئے بچہ کی صحیح تربیت کا زمانہ آغوشِ مادر سے شروع ہوتا ہے۔ پھر بائیں کان میں تکبیر کہی جاتی ہے۔ مگر دونوں کانوں میں اختتام لا الٰہ الا اللہ پر ہی ہوتا ہے۔ سبحان اللہ! غور فرمائیے پچاس ساٹھ سال اس دنیا میں گزارنے کے بعد اس کی وفات پر جب اسے قبر میں اتار رہے ہوتے ہیں تو وہی آخری الفاظ لا الٰہ الا اللہ دوہرائے جا رہے ہوتے ہیں۔

پھر ایک حکم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ" کہ علم کا حاصل کرنا فرض ہے ہر مسلمان مرد و عورت پر۔

وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ لڑکیوں کو تعلیم نہیں دلانا چاہیئے کیا وہ اِن الفاظ پر غور فرمائیں گے؟ کیا وہ اتنا سوچنے کی زحمت گوارا کریں گے کہ ان کا یہ کہنا کہ "لڑکیوں کو پڑھانا نہیں چاہیئے" خدا اور اس کے رسول کی صریح مخالفت ہے۔

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُطْلُبُ الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ"۔ یعنی علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

جب حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا تھا چین اُس وقت کی معلوم دُنیا

کا سب سے آخری ملک تھا۔ اس میں دو باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اوّل یہ کہ علم حاصل کرنے کے لیے جتنا بھی دُور جانا پڑے جاؤ اور علم حاصل کرو۔ دوم یہ کہ دُنیاوی علوم حاصل کرنے کے لئے بھی دُور دراز کا سفر طے کرنا چاہیئے۔ آجکل کے جو مولوی صاحبان غیر زبانوں کا سیکھنا کفر قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علم سے مراد صرف دینی علم ہے۔ اور صرف یہی دینی علم مسلمان مَردوں اور عورتوں کو حاصل کرنا چاہیئے نہ کہ موجودہ زمانہ کے سائنس اور دوسرے علوم۔ کیا میں ان مولوی صاحبان سے یہ پوچھنے کی جراُت کرسکتا ہوں کہ اس وقت جب حضورؐ نے یہ بات بیان فرمائی کیا اُس وقت صحابہ کرامؓ حضورؐ کے پاس تشریف فرما نہیں تھے؟ اور کیا وہ عرض نہیں کرسکتے تھے کہ یا رسول اللہ! علم (علم دین) تو آپ کے پاس ہے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم چین کے دُور دراز ملک میں اتنا دشوار گذار راستہ طے کرکے جائیں، ہم تو یہیں آپ سے ہی سب کچھ سیکھیں گے۔ اور چین والوں کو چاہیئے کہ یہاں ہماری نسلوں سے علم سیکھنے آئیں۔ علم تو آپ کے پاس ہے اور ہمارے بعد ہماری نسلوں کے پاس رہے گا۔ چین میں کیا رکھا ہے۔ مگر صحابہؓ سمجھتے تھے کہ آپؐ کا مطلب دنیاوی علوم سے بھی ہے۔

(۵) پھر ملاحظہ فرمائیے کہ حضورؐ نے علم کی فوقیت اور کس طرح ظاہر فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا "عالم کی دوات کی سیاہی شہید کے خون سے زیادہ مرتبہ رکھتی ہے"۔

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ملاحظہ ہو۔ آپؐ فرماتے ہیں "طالب علم کے لئے فرشتے پَر بچھاتے ہیں"۔

(۷) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین نے فرمایا "جو شخص علم کی تلاش میں سفر کرے اور حالتِ سفر میں وفات پا جائے تو وہ شہید ہے"۔

مندرجہ بالا احادیث سے یہ امر اظہر من الشمس ہے۔ کہ مسلمان کو دینی و دنیاوی ہر قسم کے علوم حاصل کرنے چاہئیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ خود حضورؐ کا طرزِ عمل علم کے متعلق کیا تھا۔ احادیث میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ قرآنی دعا مانگا کرتے تھے۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا یعنی اے میرے رب! میرے علم کو زیادہ فرما۔ عجیب بات ہے کہ دُنیا میں جس قدر عالم گذرے ہیں حضورؐ کا علم اُن سب سے بڑھ کر تھا۔ آپؐ کو علم لدنی تھا۔ اور یہ امر مسلّمہ ہے کہ علمِ لدنی علم کسبی سے ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے۔ جس کا خود اُستاد ہو سبحان اللہ اُس کے علم کا کیا کہنا۔ مگر اس کے باوجود آپ اپنے آخیر وقت تک یہ دُعا فرماتے رہے "رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا"۔ اس جگہ اس بات کا بھی ردّ ہو جاتا ہے کہ آدمی بڑی عمر کا ہو کر علم حاصل نہیں کرسکتا۔

(۸) اب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو شعر پیش کرتا ہوں جن میں انہوں نے حصولِ علم کے طریقے بیان فرماتے ہیں ؎

اَلَا لَا تَنَالُ الْعِلْمَ اِلَّا بِسِتَّةٍ ؞ سَاُنْبِئُکَ عَنْ مَجْمُوْعِھَا بِبَیَانٍ
ذَکَاءٍ وَحِرْصٍ وَاصْطِبَارٍ وَبُلْغَةٍ ؞ وَاِرْشَادِ اُسْتَاذٍ وَطُوْلِ زَمَانٍ

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم علم ان چھ باتوں کو چھوڑ کر حاصل نہیں کرسکتے۔ یعنی علم حاصل کرنے کیلئے ان چھ باتوں پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے:-

(۱) ذہانت (۲) علم حاصل کرنے کی تمنا و حرص۔
(۳) صبر و استقلال (۴) قوت لایموت
(۵) استاد کی اطاعت (۶) عرصۂ دراز

(۹) آمدم برسرِ مطلب۔ بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اگر کسی کو یہ اعتراض ہو کہ موجودہ تعلیم عورتوں کے لئے اچھی نہیں ہے تو اس کے لئے آپ طریقِ تعلیم کو بدل دیجئے، نصاب بدل دیجئے۔ لیکن یہ تو درست نہیں کہ علم جیسی دولت سے عورت کو محروم رکھا جائے۔ یاد رکھیے

(۱۰) قومیں ماؤں کی گود میں پل کر جوان ہوتی ہیں۔ اگر عورت تعلیم یافتہ ہے تو اس کی اولاد بھی علم کی شوقین ہوگی اور اگر عورت تعلیم سے عاری ہے تو اس کے نتیجہ میں اوّل وہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت نہیں کرسکتی۔ دوم وہ اپنی اولاد کے دل میں کسی طرح بھی علم کی شمع روشن نہیں کرسکتی۔ بچوں کی یہ فطرت ہوتی ہے کہ

بچہ ماں سے طرح طرح کے سوال کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً یہ سورج مشرق سے کیوں نکلتا ہے؟ یہ سورج مغرب میں کیوں ڈوبتا ہے؟ "اماں کیا ریڈیو میں آدمی بیٹھا ہے؟" موسم گرما میں بارش ہو اور شام کے وقت چراغ کے گرد سینکڑوں پروانے جمع ہوجائیں تو بچہ بڑا حیران ہوتا ہے اور ماں سے دریافت کرتا ہے کہ کل تک تو چراغ کے گرد پروانے نہیں تھے آج اتنے پروانے کہاں سے آگئے؟ عورت اگر تعلیمیافتہ ہے تو وہ بچہ کو تسلی بخش جواب دے گی ورنہ وہ کہے گی ایسا ہی ہوتا ہے۔ یا پھر کہے گی چپ رہو میرا دماغ نہ کھاؤ۔ اور اس طرح بچہ کی تحقیقی طبیعت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ بچہ سہم جاتا ہے اور سوال نہیں کرتا۔ حالانکہ علم تمام ان چھوٹے چھوٹے سوالات سے ہی شروع ہوتا ہے۔ جیسے کیوں؟ کس لئے؟ کس طرح؟ وغیرہ وغیرہ۔

مثلاً ڈارون وہ پہلا شخص تھا جس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ "انسان کس طرح پیدا ہوا؟" انسانی پیدائش کے بارے میں اس نے اپنے انوکھے خیالات مسئلۂ ارتقاء کی صورت میں دُنیا کے سامنے پیش کئے۔ اس نے ایک علم کا دروازہ کھول دیا اور اس کے بعد آنیوالے علماء (Scholars) نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا اور کتنی ہی کتب تصنیف کر ڈالیں۔ گو زندگی کا مقصود تو صرف علم نہیں مگر بغیر علم کے زندگی بھی کچھ نہیں۔ یہ جو ٹیلیفون، ریڈیو، ٹیلی ویژن، موٹر، ریل اور ہوائی جہاز آپ دیکھ رہے ہیں یہ سب علم کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔

(۱۰) ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جب وہ کوئی علم حاصل کرے تو اس کی حتی المقدور یہی کوشش ہو کہ علم کی اُس خاص لائن میں جس کا وہ محقق ہے کمال حاصل کریگا۔ بقول شخصے ؎

کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہاں شوی
کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیزِ من

علم تو بہت لوگ حاصل کرتے ہیں مگر مطمحِ نظر جُداگانہ ہوتا ہے۔ کوئی علم کو ذریعۂ معاش بنانے کیلئے حاصل کرتا ہے اور کوئی دنیوی شہرت حاصل کرنے کے لئے۔ لیکن ایک احمدی کا مطمحِ نظر علم حاصل کرنے سے خالق کی پہچان اور مخلوق کی خدمت ہونا چاہیئے۔

(۱۱) حکماء یہ بھی کہتے ہیں کہ علم حاصل کرنا لوہے کے چنے چبانے کے مترادف ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن جب کسی انسان کو کسی چیز کا شوق پیدا ہوجاتا ہے۔ تو اس کے راستے کی رکاوٹیں خود بخود دُور ہوجاتی ہیں۔ حصولِ علم میں کمال حاصل کرنے کے لئے ذیل کے دو اشعار بھی ملحوظ رکھنے چاہئیں ؎

(۱۲) یہ جو عالی مرتبت ہیں انساں بہرہ مند
یہ نہیں اِک آن میں پہنچے سرِ کاخِ بلند
بلکہ محوِ خواب ہوتے رات کو جب ہمنشیں!
چڑھتے رہتے تھے وہ لیکر سعی و محنت کی کمند

یہ خیال کہ دُنیا میں جتنے بڑے بڑے انسان ہوئے ہیں یہ سب فطری طور پر ہی اتنا ارفع و اعلیٰ دماغ لیکر پیدا ہوئے تھے غلط ہے۔ ان لوگوں نے علم حاصل کیا، اپنی طاقتوں کو صحیح طور پر استعمال کیا۔ اگر صحیح معنوں میں تعلیم دی جائے اور خاص کر غرباء کی تعلیم کا معقول بندوبست ہو تو ان میں کئی اعلیٰ درجہ کے مدبر، عالم، سیاست دان اور غیر معمولی قابلیتوں کے انسان موجود ہیں جنہیں اپنی عمر میں کبھی اُبھرنے کا موقع نہیں ملتا۔ اور یہ گوہرِ نایاب یونہی خاک بسر رہتے ہیں۔

بالآخر خداوند تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی توفیق دے اور پھر یہ بھی توفیق دے کہ ہم اس کے ذریعہ اس کی ہستی کو شناخت کر سکیں اور اس کی مخلوق کی احسن طور پر خدمت بجا لاسکیں۔

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ٭